معالم العرفان فی دروس القرآن میں صوفی عبدالحمید سواتی کے اسلوب اور خصوصیات کا جائزہ

An Analysis of the Style and Distinctive Features of Sufi Abdul Hamid Swati in Ma'alim ul-Irfan fi Duroos ul-Qur'an

DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.17694289

****Dr.Muhammad Iqbal***

ABSTRACT

This study critically examines the stylistic features and methodological approach of Sufi Abdul Hamid Swati in his Quranic commentary Ma'alim al-Irfan fi Duroos al-Qur'an. The research highlights his distinctive expository style, marked by clarity, simplicity, and coherence, and his methodological framework that integrates classical Tafsir principles with insights from Hadith and the sayings of the Sahaba. It also explores how Swati contextualizes Quranic teachings within spiritual, ethical, and social dimensions, reflecting his Sufi orientation and addressing contemporary moral and social issues. The analysis shows that his approach maintains textual fidelity while promoting spiritual reflection, offering valuable guidance for scholars and students of Islamic studies. Overall, the study provides an insightful perspective on his contribution to Quranic exegesis within a Sufi and analytical paradigm.

Keywords:

Tafsir Methodology, Sufi Exegesis, Ma'alim al-Irfan, Stylistic Analysis, Quranic Interpretation, Analytical Study

ابتدائی حالات

آپ کا پورا نام عبدالحمید خان تھا۔ کنیت اپنے بیٹے (محمد فیاض خان) کے نام پر ابوالفیاض تھی، اور نسب یوں ہے: عبدالحمید خان بن نور احمد خان بن گل احمد خان بن گل داد خان مندراوی یوسف زئی سواتی (1)۔

پٹھانوں کی یوسف زئی برادری کی گوتھ مندراوی سے تعلق کی بناء پر ان کو سواتی بھی کہا جاتا ہے۔ اکثر حضرات کا یہ خیال درست نہیں کہ یہ سوات کے رہنے والے تھے۔ بلکہ سواتی کی نسبت خاندانی ہے۔ کیونکہ ان کا تعلق پٹھانوں کی یوسف زئی برادری کی گوتھ مندراوی سے ہے، جنہیں سواتی بھی کہا جاتا ہے۔ (2

صوفی عبدالحمید سواتی کی جب ولادت ہوئی۔ تو اس زمانہ میں تاریخ ولادت وغیرہ لکھنے کا زیادہ رواج نہ تھا۔ زبانی یاداشت پر ہی زیادہ تر دارومدار تھا۔ ویسے بھی آپ کے والدین ناخواندہ تھے۔ اس لیے آپ کی تاریخ ولادت کے بارے میں

**SST .Senior Teacher*, Government High School Chitti Shekhan boys, Sialkot

حتمی بات معلوم نہیں ہے۔ البتہ صوفی عبدالحمید سواتی نے اپنی ذاتی ڈائری میں اپنی تاریخ ولادت کے بارے میں یہ الفاظ درج فرمائے ہیں: "میری پیدائش بقول چچا زمان خان صاحب ۱۹۱۷ء کے لگ بھگ ہوئی۔"[3]

یہ سن ہجری کے لحاظ سے ۱۳۳۵ھ بنتا ہے۔ صوبہ سرحد (موجودہ خیبر پختونخواہ) کے ضلع مانسہرہ کے علاقہ کونش کے مقام "چیڑاں ڈھکی" مضافات کڑمنگ بالا میں ولادت ہوئی[4]۔ یہ جگہ شنکیاری سے بٹل جاتے ہوئے شاہراہ ابریشم پر تقریباً سولہ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے اور اب آباد ہو چکی ہے۔

تخلص اور لقب "صوفی" کی وجہ تسمیہ

عبدالحمید خان سواتی کا لقب "صوفی" اور تخلص "اختر" تھا۔ لقب اتنا مشہور ہو گیا تھا کہ بہت سے حضرات خصوصاً گوجرانوالہ کے لوگ تو آپ کے اصل نام سے ہی واقف نہ تھے۔ "' صوفی" کے لقب کی وجہ تسمیہ میں لوگ بہت کچھ کہتے اور لکھتے رہے[5]۔ گو وہ تمام وجوہات معنوی لحاظ سے بھی آپ پر صادق آتی تھیں، لیکن اس کی اصل وجہ تسمیہ پر آج تک کوئی مطلع نہیں ہوا۔ راقم الحروف نے دوران تحقیق ان کے بڑے صاحبزادے مولانا فیاض خان سواتی سے جب اس بابت دریافت کیا، تو انہوں نے اس کی وجہ تسمیہ صوفی عبدالحمید سواتی کے بچپن میں پیش آنے والے ایک واقعہ کو بتایا۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ زمانہ طلب علمی میں معاشی تنگ دستی کا غلبہ تھا۔ ایک مرتبہ مولانا سواتی کے بڑے بھائی محمد سرفراز خان صفدر کے ہاں ایک مہمان آیا، جس کے لیے کھانا تیار کر کے دستر خوان پر رکھا گیا۔ صوفی عبدالحمید سواتی بھی مہمان کے ساتھ کھانے میں شریک ہوئے اور اچھا خاصا کھانا تناول کیا۔ مہمان کو کھانے کا زیادہ موقع نہ ملا۔ مہمان کے جانے کے بعد سرفراز خان صفدر نے ساتھیوں کے سامنے صوفی عبدالحمید سواتی کو کہا کہ ' تو بھی صوفی ہی ہے ' ۔ یوں اس کے بعد انہیں اسی لقب سے عوام و خواص میں پکارا جانے لگا۔[6]

ابتدائی تعلیم

صوفی عبدالحمید سواتی نے مارچ ۱۹۴۷ء کو گکھڑ میں قیام کے دوران اپنی ذاتی ڈائری میں اپنے تمام دینی اور دنیوی تعلیم سے متعلقہ اساتذہ اور ان سے پڑھی گئی کتابوں کا ذکر عربی زبان میں لکھا۔ علاوہ ازیں انہوں نے اپنی کئی کتابوں اور مضامین میں بھی بعض اساتذہ اور ان سے پڑھی گئی کتابوں کا ذکر کیا ہے، اور کچھ زبانی بھی لوگوں کو بتایا۔ انہوں نے اپنے پہلے استاد سید فتح علی شاہ بن سید دین علی شاہ سے عربی قاعدہ ختم کرنے کے بعد قرآن کریم (ناظرہ) کا ایک جزء پڑھا۔ قرآن کریم کے بعض اجزاء ' بٹل ' کے قریب ' کھکھو ' نامی بستی کی مسجد کے امام استاد (حافظ) غلام عیسیٰ سے پڑھے۔ ۱۹۳۰ء میں آپ مانسہرہ میں حضرت غلام ہزاروی کے قائم کردہ مدرسہ میں زیر تعلیم تھے، لیکن قیام ' گنڈا ' نامی بستی میں تھا۔ مولانا ہزاروی سے آپ نے براہ راست تعلیم حاصل نہیں کی۔ لاہور کے محلہ میراں شاہ میں صوفی عبدالحمید سواتی نے

(۱۹۳۵ء میں) علم الصرف پڑھی۔ اور اسی طرح ۱۹۲۸ء سے ۱۹۳۸ء تک آپ پاکستان کے مختلف علاقوں میں زیر تعلیم رہے۔[7] اس کے بعد صوفی عبدالحمید سواتیؒ نے ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۰ء تک تین سال مدرسہ انوار العلوم گوجرانوالہ میں تعلیم حاصل کی، اور استاذ محقق، مدقق، قدیم علوم وفنون کے جامع مولانا عبد القدیر کیمبلپوری سے منطق، منقولات، اصول فقہ، کلام امور عامہ، تفسیر، فلسفہ قدیم اور کچھ حدیث اصول حدیث اور آخر سے بعض اجزاء قرآن کریم کی تفسیر اور معانی کے ساتھ پڑھے۔ وہ فقیہ، محدث، متکلم اور محقق تھے۔ اور انہیں علوم قدیمہ اور فنون قدیمہ میں کامل مہارت تھی۔[8] منقولات میں ملا حسن، حمد اللہ قاضی مبارک، میر زاہد، ملا جلال، رسالہ قطبیہ اور فقہ میں ہدایہ آخرین، تفسیر جلالین شریف مکمل، تفسیر بیضاوی سورہ بقرہ تک اور فلسفہ میں میبذی اور شمس بازغہ اور حدیث میں مشکوٰۃ شریف پڑھی۔ مولانا عبدالقدیر، علامہ انور شاہ کشمیری، علامہ شبیر احمد عثمانی اور مولانا غلام رسول المعروف بابا انہی والا کے نمایاں شاگرد تھے۔ آپ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے فاضل تھے۔ اور ۶۵ سال مختلف مدارس میں تدریس کرتے رہے۔ "ارشاد العلماء فی حیاۃ الانبیاء" آپ کی معروف کتاب ہے[9]۔ ہیئت میں 'التصریح' اپنے بڑے بھائی مولانا سرفراز خان صفدر سے پڑھی۔[10]

علمی اسفار

صوفی عبدالحمید سواتی کا علمی سفر محض دس سال کی عمر سے شروع ہوا، جب انہوں نے ۱۹۲۷ء کے دورِ طالب علمی میں قرآن کریم کے بعض اجزاء ' بٹل ' کے قرب کھکھونامی بستی میں غلام عیسیٰ سے پڑھے۔ اس سے پہلے آپ ہزارہ کے مضافات میں لمی کے مقام پر بھی علم کی تحصیل کے لیے گئے تھے۔ آپ کا علمی سفر ۲۸ ۱۹ء سے ۱۹۳۸ء تک پاکستان کے مختلف علاقوں ملک پور کھکھو، گنڈہ، وڈالہ، سرگودھا، لاہور، ہری پور، مانسہرہ، سیالکوٹ، خوشاب، جہان آباد، ملتان، گوجرانوالہ وغیرہ پر محیط رہا[11]۔ ۱۳۶۰ھ کے اواخر میں صوفی عبدالحمید سواتیؒ نے مشرق کی عظیم جامعہ ' دارالعلوم دیوبند' میں حدیث پڑھنے کے لیے سفر کیا۔ وہاں انہوں نے مولانا محمد اعزاز علیؒ سے سنن ابی داؤد، شمائل ترمذی اور ترمذی شریف، جلد ثانی پڑھی۔ دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے تین سال بعد ۱۹۴۴ء میں ' دارالمبلغین' لکھنؤ شہر، ضلع اودھ گئے، اور بعض علوم اور مطالعہ مذاہب باطلہ کی تعلیم حاصل کی۔ مثلاً ہندو، آریہ، شیعہ، امامیہ، فرقہ مرزائیہ اور عیسائیت وغیرہ۔[12] ۱۹۴۴ء میں بھی صوفی عبدالحمید سواتیؒ دیوبند تشریف لے گئے تھے۔ اس وقت مولانا حسین احمد مدنی جیل سے رہا ہو کر باہر تشریف لا چکے تھے۔ لیکن بخاری شریف مولانا فخر الدین احمد پڑھا رہے تھے، آپ نے بارہ دن دیوبند میں قیام کیا[13]۔

وفات

۲۸ ربیع الاول ۱۴۲۹ھ بمطابق ۶ اپریل ۲۰۰۸ء کو داعی اجل کو لبیک کہنا پڑا اور وہ اپنے علم و تقویٰ، خدماتِ دینی اور امت مسلمہ کے لیے لازوال خدمات کے باعث ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔

خدمات قرآن کریم

اردو زبان برصغیر پاک وہند بلکہ جنوبی ایشیامیں نہ صرف اظہار وبیان کا ایک اہم ذریعہ ہے، بلکہ اسلامی تہذیب اور اسلامی ادب کا بہترین سرمایہ ہے۔ جس تیزی کے ساتھ اس کے ادب میں اشاعت و توسیع ہو رہی ہے، اس امر کا قوی امکان ہے کہ اس کا شمار بھی بین الاقوامی زبانوں میں ہونے لگے۔ ساخت کے اعتبار سے اردو ایک مخلوط قسم کی زبان ہے۔ اس کا ذخیرۂ الفاظ، نحوی و صرفی قواعد اور آوازیں مختلف زبانوں سے مستعار لی گئی ہیں۔ چنانچہ افعال کے طریقہ انسلاک کو مقام حاصل ہے لیکن بہت سے اسماء باہر سے آئے ہیں۔ اصوات میں مقامی اور غیر مقامی زبانوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔ لیکن ان سب کا مایۂ خمیر اس طرح تیار کیا گیا ہے کہ یہ زبان اب اپنی ایک آزاد اور خود مختار حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے بولنے والے دنیا کے بہت سے حصوں میں موجود ہیں، اس کی داخلی خوبی یہ ہے کہ یہ زبان شگفتہ اور لچک دار ہے اور فصاحت و بلاغت میں بھی اس کا انداز مختلف ہے۔

شاہ ولی اللہؒ محدث دہلوی اور ان کے خاندان کا باشندگان برصغیر پر یہ احسان عظیم ہے کہ انہوں نے رجوع الی القرآن کی خاموش تحریک برپا کی۔ جس کے نتیجے میں عوام الناس کی توجہ قرآن حکیم کے مفہوم و معنی کی طرف منتقل ہوئی ، چنانچہ شاہ ولی اللہؒ کا فارسی زبان میں قرآن کا ترجمہ کرنا، جو اس وقت کی سرکاری اور عوامی زبان تھی، ایک اہم کارنامہ ہے۔ یہ کس قدر کٹھن کام تھا اس کا اندازہ اس دور کے حالات سے ہو سکتا ہے کہ علماء نے یہ فتویٰ دے رکھا تھا کہ قرآن حکیم کا کسی دوسری زبان میں ترجمہ کرنا کتاب عظیم کی سخت بے حرمتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ شاہ ولی اللہؒ کے مذکورہ اقدام سے برصغیر پاک وہند میں قرآن فہمی کا باب کھلا۔

مولانا عبدالماجد دریاآبادی لکھتے ہیں:

"ترجمہ کی راہ ہندوستان میں اگر شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور ان کے خاندان والوں نے نہ کھول دی ہوتی تو آج نامعلوم کتنی دشواریاں کا سامنا ہوتا"۔ (14)

پھر لسانی اعتبار سے یہ وہ دور ہے، جب فارسی کی جگہ اردو لے رہی تھی۔ جب اٹھارہویں صدی عیسوی میں اردو زبان کی تشکیل کے ابتدائی مراحل طے ہو گئے، تو یہ ایک عوامی زبان کی حیثیت اختیار کر چکی تھی۔ ایسے دور میں شاہ ولی اللہؒ کے دو فرزندان کا ترجمۂ قرآن کی طرف متوجہ ہونا کسی تائید غیبی سے کم نہ تھا۔ شاہ رفیع الدینؒ اور شاہ عبدالقادرؒ کا اردو زبان میں تحت اللفظ اور بامحاورہ ترجمہ کرنا صرف اس خطہ کے مسلمانوں پر ہی احسان عظیم نہیں تھا، بلکہ اردو زبان وادب کی بھی بہت بڑی خدمت تھی۔ حقیقتاً برصغیر پاک وہند میں اردو زبان کے یہ دونوں ترجمے سنگ میل اور نقش اوّل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آنے والے ترجمہ نگاروں نے ان سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور زبان و محاورہ کی نوک پلک کو

سنوارا۔اسی طرح تمام بزرگان دین، مفسرین اور سلف صالحین نے حتی المقدور اس کار خیر کو سرانجام دیا۔قرآن عزیز کے ہر زبان اور ہر خطہ میں تراجم ہوئے، تفاسیر لکھی گئیں اور بنی نوع انسان کو ان کے ضابطہ حیات سے آگاہ کرنے کے لیے بے حد و بے شمار کاوشیں ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔ ہمارے برصغیر پاک وہند میں بھی اردو زبان میں قرآن کے کئی تراجم اور تفاسیر لکھی گئیں اور عوام الناس نے ان سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔

حضرت شاہ عبدالقادرؒ نے سب سے پہلے قرآن کریم کا بامحاورہ اردو ترجمہ کیا۔ حضرت شیخ الہند محمود الحسنؒ نے قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر لکھی، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی نے حضرت مولانا احمد علی لاہوری نے، حضرت مولانا احمد سعید دہلوی وغیرہ اسلاف نے بھی قرآن کریم کے تراجم اور تفاسیر لکھیں جو تمام کے تمام قابل قدر اور مرجع خلائق ہیں۔

مولانا عبدالحمید سواتی کا یہ ترجمہ قرآن بھی انہی بزرگان دین کے اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، یہ ترجمہ دراصل مولانا عبدالحمید سواتی کی تفسیر معالم العرفان فی دروس القرآن سے علیحدہ کیا گیا ہے تاکہ جو اصحاب، صرف ترجمہ کو دیکھنا پڑھنا چاہیں ان کے لیے سہولت ہو۔یہ ترجمہ صوفی عبدالحمید سواتیؒ کا تحت اللفظ بامحاورہ اردو ترجمہ ہے جو آسان، سلیس اور عام فہم ہونے کی بناء پر اہل علم، طلباء اور عوام الناس تمام ہی طبقات میں یکساں مقبول ہے۔ لفظی ترجمہ کے ساتھ ضرورت کے مقامات پر بین القوسین الفاظ کی وضاحت بھی کی گئی ہے اور رائج الوقت اردو استعمال کی گئی ہے۔یہ ترجمہ رنگین اور سادہ دونوں قسم کے ایڈیشنز میں مطبوعہ ہے۔ متنِ قرآن سمیت اس کے 701 صفحات ہیں ۔پہلی مرتبہ 1956ء میں شائع ہو کر منظر عام پر آیا ۔اسے ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ نے سادہ اور مکتبہ دروس القرآن فاروق گنج گوجرانوالہ نے رنگین ایڈیشن میں شائع کیاہے، اس کے بعد سے اب تک اس کے کئی ایڈیشن طبع ہو چکے ہیں۔

ہر زبان ارتقاء کے نتیجے میں کچھ خصوصیات کی حامل بن جاتی ہے۔اس پر علاقائی اثرات بھی ہوتے ہیں اور تہذیبی اور معاشرتی بھی۔ ہر زمانے اور ہر علاقے کا ادیب اپنے ماحول اور روایات سے ضرور متاثر ہوتا ہے۔ لسانی ارتقاء کے نتیجے میں محاورات کی تبدیلی بھی ترجمہ پر اثرانداز ہوتی ہے۔

ذیل میں چیدہ چیدہ مترجمین و مفسرین کے ساتھ مولانا سواتیؒ کے ترجمہ کی تقابلی مثالیں پیش کی جا رہی ہیں:

سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا-اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (15)

شاہ عبدالقادر اس آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

"پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندے کو راتی رات، ادب والی مسجد سے پرلی مسجد تک، جس میں ہم نے خوبیاں رکھی ہیں۔ کہ دکھادیں اس کو کچھ اپنی قدرت کے نمونے۔ وہی سنتا دیکھتا ہے"۔(16)

'راتی رات'، 'ادب والی مسجد'، 'پرلی'، اس دور کا محاورہ ہے جو جدید اردو ادب میں مفقود نظر آتا ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی کا ترجمہ ملاحظہ کریں:

" پاک ہے وہ ذات جو لے گیا اپنے بندہ (محمد ﷺ) کو شب کے وقت مسجد حرام (یعنی مسجد حرام) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے ارد گرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں۔ لے گیا تاکہ ہم ان کو اپنے کچھ عجائبات قدرت دکھلادیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں"۔(17)

صوفی عبد الحمید سواتیؒ نے اس آیت کا ترجمہ بڑا آسان فہم اور عصر حاضر کی اردو کے عین مطابق کیا:

" پاک ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے دور والی مسجد تک وہ کہ برکتیں رکھی ہیں ہم نے ان کے ارد گرد تاکہ ہم دکھائیں اس کو اپنی نشانیوں میں سے بے شک وہ (اللہ تعالیٰ) سننے والا اور دیکھنے والا ہے"۔(18)

اس طرح شاہ عبد القادر نے سورۃ العصر کا ترجمہ یوں کیا:

" قسم ہے اترتے دن کی، مقرر انسان پر ٹوٹا ہے۔ مگر جو یقین لائے اور کئے بھلے کام، اور آپس میں تقید کیا سچے دین کا اور آپس میں تقید کیا سہار کا"۔(19)

جبکہ شاہ رفیع الدینؒ کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

" قسم ہے عصر کی تحقیق آدمی البتہ بیچ زیاں کے ہے، مگر جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کیے اچھے اور ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہیں، ساتھ حق کے اور ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہیں، ساتھ صبر کے"۔(20)

ان تراجم میں 'اترتے دن ٹوٹا'، 'زیاں تقید'، اور 'سہار' جدید اردو محاورہ میں مستعمل نہیں رہے۔

صوفی عبد الحمید سواتیؒ نے جدید اردو کے مطابق اس آیت کا ترجمہ یوں کیا:

" قسم ہے عصر کی بے شک تمام انسان البتہ خسارے میں ہیں مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال انجام دیئے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین کی اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی"۔(21)

ادب کسی بھی زبان کا ہو، جب تک اس میں فصاحت وبلاغت نہ ہو، اہل زبان اس سے لطف اندوز نہیں ہو سکتے۔

قرآن حکیم میں جہاں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کا تذکرہ کیا، وہاں ان کے لیے اچھے ٹھکانوں کی خوشخبری دی۔ ارشاد الٰہی ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا۔ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا لَا یَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا(22)

شاہ عبد القادرؒ اس کا ترجمہ لکھتے ہیں:

" جو لوگ یقین لائے ہیں، اور کیے ہیں بھلے کام ان کو ہیں ٹھنڈی چھاؤں کے باغ، مہمانی، رہا کریں، ان میں، نہ چاہیں وہاں سے جگہ بدلنی"۔(23)

دیکھئے ادب کی تازگی آج بھی اسی طرح ہے:

" بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے اچھے اعمال انجام دیئے ہونگے ان کے لیے جنت الفردوس مہمانی ہمیشہ رہنے والے ہونگے اس میں نہیں تلاش کریں اس سے تبدیلی"۔(24)

علم تفسیر میں خدمات

تفسیر معالم العرفان فی دروس القرآن کے نام سے یہ صوفی عبدالحمید سواتیؒ کے وہ دروس قرآن کریم ہیں، جو جامع مسجد نور میں فجر کی نماز کے بعد آپ ہفتہ میں چار دن یعنی ہفتہ، اتوار، سوموار اور منگل کو عوام الناس کے سامنے بیان فرماتے تھے۔ جنہیں ٹیپ ریکارڈ میں محفوظ کرنے کے بعد صفحہ قرطاس پر منتقل کیا گیا، اور صوفی عبدالحمید سواتیؒ نے اس پر نظر ثانی فرما کر حذف و ترمیم اور اضافہ جات کے ساتھ انہیں شائع کرایا۔ بلا مبالغہ یہ اردو زبان میں اس وقت دنیا کی سب سے بڑی تفسیر سمجھی جاتی ہے، جو پورے پانچ سو کیسٹس میں محفوظ ہے، اور تقریباً تیرہ ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ بیس ضخیم جلدوں میں طبع شدہ یہ تفسیر خواص و عوام کی ضروریات کو پوری کر رہی ہے۔

1981ء میں تفسیر معالم العرفان کی طباعت کا آغاز ہوا اور 1995ء میں اس کی طباعت مکمل ہوئی۔ اس تفسیر کو سی ڈی پر بھی منتقل کر دیا گیا ہے۔ اس تفسیر کا تعارف پاکستان کے تمام قومی اخبارات میں شائع ہوا تھا۔ جن میں 'نوائے وقت'، 'پاکستان' اور 'جنگ' وغیرہ بھی شامل ہیں۔ ان سب نے "اردو زبان میں دنیا کی سب سے بڑی تفسیر قرآن" کے عنوان سے مضامین شائع کئے تھے۔ آج درس و تدریس، امامت و خطابت اور دینی شعبہ جات میں کام کرنے والے اکثر و بیشتر حضرات اس سے استفادہ کر رہے ہیں، جو اس کی عند اللہ و عند الناس مقبولیت کی وضاحت نشانی ہے۔ بڑے بڑے علماء نے اس کی افادیت کا اظہار کیا ہے اور عوام الناس کے ہر طبقہ میں بھی اسے سراہا گیا ہے، بلکہ بلا امتیاز مسلک و مشرب ہر طبقے کے لوگوں نے اس سے استفادہ کیا ہے۔ اس تفسیر کو مکتبہ دروس القرآن نے شائع کیا اور اس کے اب تک کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

اس تفسیر میں صوفی عبدالحمید سواتیؒ نے مختلف تفاسیر کے متعدد صفحات پر پھیلے ہوئے مضامین کو مختصر اً مگر انتہائی عام فہم انداز میں بیان کیا ہے۔ پہلے قرآن پاک کی آیات ہیں، اس کے بعد ان کا آسان ترین لفظی ترجمہ اور مستند تاریخی

تفسیری حوالہ جات کے ساتھ آیات کی تفسیر بیان کی گئی ہے[25]، چونکہ یہ عوامی دروس ہیں، اس لئے ان میں لفظی مباحثہ اور صرف و نحو کے قواعد کی بحث کم ہے۔ تاہم خطباء، علماء اور دیگر مباحث علم حضرات کیلئے بھی یہ ایک نعمت سے کم نہیں۔ اہل علم حضرات کیلئے بڑے دقیق علمی و تحقیقی نکات کو نہایت شفتہ اور شگفتہ انداز میں نقل کیا گیا ہے۔ چنانچہ جن اہل علم خطباء و علماء کو درس و تدریس کا شغل ہے، انہوں نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ اس تفسیر نے انہیں سہولت کے ساتھ دوسری تفاسیر کے مطالعے سے بے نیاز کر دیا ہے۔ مستند، جامع، قرآن و احادیث اور مسلکِ سلف کے مطابق یہ تفسیر سادہ، دل پسند، پر مغز اور تصنع سے پاک انداز میں مختصر عام فہم اور اسلام کے بنیادی عقائد کے توضیح، کفر و شرک اور بدعات کے رد کے اصولوں پر ترتیب دی گئی ہے۔ اس میں مسلمانوں کی بنیادی خامیوں کی نشاندہی، راہ عمل کی طرف رہنمائی، باطل نظام ہائے حکومت کا رد، بے لاگ تبصرہ و قصص کا مربوط اور دلکش سلسلہ، حکمت ولی اللّٰہی، ضروری فقہی مسائل، نیز سیاسی واقتصادی و معاشرتی مسائل اور عصر حاضر میں ان کا حل اور اس طرح کی دیگر مفید بحثیں ہیں، جو اس تفسیر کا طرۂ امتیاز ہے۔ سائنسی اور جدید دور میں مشکل حالات کا مقابلہ کرنے کیلئے قرآن و سنت کی روشنی میں رہنمائی کی گئی ہے۔ نیز لہو ولعب، عیاشی، فحاشی، عریانی، رفاہیت بالغہ کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کی فکری، گمراہی اور مذہبی غلامی کی بنیاد کو پوری طرح نمایاں کر کے اس سے بچ نکلنے کی تدابیر کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔

اس کی زبان بالکل سادہ اور عام فہم ہے، یہاں تک کہ عام اردو خواں بھی اس سے استفادہ حاصل کر سکتا ہے۔ ہر جلد کی ابتدا میں جلد کی سورتوں کا مختصر تعارف کروایا گیا ہے، جس میں سورت کے مضامین کو مختصراً ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ جدت پسند طبقوں کے ذہنوں میں ارکان اسلام کے متعلق پائے جانے والے شکوک و شبہات کو نہایت عمدہ انداز میں رفع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اسی طرح برصغیر کی سیاسی و دیگر تحریکوں اور رہنماؤں پر بھی کہیں کہیں تبصرہ کیا گیا ہے[26]۔

عون الخبیر شرح الفوز الکبیر

الفوز الکبیر امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے علم اصول تفسیر پر عربی میں مقبول عام تصنیف ہے جس کی اردو شرح ''عون الخبیر'' کے نام سے ۱۳۷ صفحات پر مشتمل صوفی عبدالحمید سواتیؒ کے علمی مقام اور شاہ ولی اللہؒ کے افکار کی ترجمانی کے لحاظ سے ایک اہم کام ہے۔ اصل میں یہ صوفی عبدالحمید کے وہ اسباق ہیں، جو پڑھاتے وقت ٹیپ ریکارڈ میں محفوظ کر لیے گئے تھے۔ اور انہیں پھر علماء اور طلباء کرام کے استفادہ کی خاطر صدر مدرس قاری محمد عبداللہ نے بڑی محنت سے ریکارڈ کیا۔ مولانا لعل دین نے اسے تحریری شکل دی اور اس کے ساتھ ساتھ سرخیوں کے عنوانات بھی قائم کیے۔ پھر صوفی عبدالحمید سواتیؒ نے خود اس کے مسوّدہ پر نظر ثانی کی اور کئی مقامات پر حذف و ترمیم و اضافہ کیا۔ کمپوزنگ

کے بعد مدرسہ نصرۃ العلوم کے فاضل و مدرس مولانا عبد الرحیم مروت نے اس کی پروف ریڈنگ کی اور پھر مدرسہ نصرت العلوم کے ایک دوسرے فاضل و مدرس مولانا زر نبی خان نے اس کا متن الفوز الکبیر کے مختلف نسخوں سے تقابل کیا، چند مقامات میں سبق کے دوران ریکارڈنگ نہ ہو سکی تھی، جس کی بنا پر مسودہ ادھورا تھا۔ اس نامکمل مسودہ کو صوفی عبد الحمید سواتیؒ کے بڑے صاحبزادے محمد فیاض خان سواتیؒ نے مکمل کیا۔اور یوں یہ کتاب پہلی بار ۲۰۰۵ء میں منظر عام پر آئی۔[27]

صوفی عبد الحمید سواتیؒ نے اس کتاب کی ابتداء میں اس کتاب کا تعارف اور مصنف کا تعارف کرایا ہے اس کتاب کا نام "الفوز الکبیر فی اصول التفسیر" ہے جیسا کہ کتاب کے نام ہی سے واضح ہے۔اس میں قرآن کی تفسیر کے بارے میں اصول سمجھائے گئے ہیں۔ جس طرح علوم میں حدیث ایک الگ فن ہے، فقہ الگ فن ہے۔اسی طرح تفسیر بھی الگ فن ہے، تو اس مختصر سی کتاب میں قرآن کریم کی تفسیر سے متعلق اصول بیان کیے گئے ہیں۔

یہ کتاب امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی تصنیف ہے۔آپ کے والد شاہ عبد الرحیم بلند پایہ فقیہ، محدث اور تصوف و سلوک کے ماہر بزرگ تھے۔عالمگیر بادشاہ نے جن پانچ سو علماء کو فتاویٰ عالمگیری کی تدوین پر مامور کیا تھا، ان میں شاہ عبد الرحیمؒ کا نام شامل تھا۔[28]

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ، شاہ عبد الرحیم دہلویؒ کے فرزند ارجمند تھے۔آپ بارہویں صدی کے مجدد تھے، جبکہ گیارہویں صدی کے مجدد شیخ احمد سرہندیؒ تھے۔ مجدد نہ تو نبی ہوتا ہے اور نہ ہی معصوم عن الخطاء ہوتا ہے، البتہ اللہ تعالیٰ اس کو اتنا فہم و ادراک علم اور صلاحیت بخشتا ہے کہ وہ امت میں پھیلی ہوئی بدعات اور گمراہیوں کو دور کر کے دین کو اصلی شکل میں پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

صوفی عبد الحمید سواتیؒ نے خود تفسیر کی اہمیت بھی اجاگر کی اور اس بارے میں کہا:

" قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس کی تشریح یا وضاحت کو تفسیر کہتے ہیں۔دوسری کتابوں میں وضاحت کو شرح، بیان یا تبین کے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے جبکہ قرآن کی وضاحت کو تفسیر کا نام دیا گیا ہے تو اس رسالہ الفوز الکبیر میں اس بات کا ذکر ہے کہ قرآن کریم کو سمجھنے کے لیے کون سی چیزوں کو یاد رکھنے کی ضرورت ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر چیز کو سمجھنے کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ سمجھے بغیر کسی بات پر عمل ممکن نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر کسی زمیندار آدمی نے دوسرے ہم پیشہ آدمی کو خط لکھا، مکتوب الیہ وہ خط لے کر جامع مسجد میں آگیا تا کہ کسی طالب علم سے پڑھوا سکے۔ طالب علم نے سارا خط پڑھا جس میں ایک بات یہ بھی تھی کہ مجھے کہی وہولہ کی ضرورت ہے فلاں آدمی کے ہاتھ بھیج دینا۔اس شخص کی سمجھ میں نہ آیا کہ وہ کیا چیز مانگ رہا ہے کئی طالبعلموں نے اس کو کھی دَھوَلَہ ہی پڑھا۔ حقیقت میں کہی وہولہ بیلچہ کی قسم کا ایک آلہ ہے جس سے گھاس وغیرہ کھودتے ہیں اور خط لکھنے والے زمیندار کو اس کی ضرورت تھی"۔[29]

صوفی عبدالحمید سواتیؒ نے جب بھی اگلا مضمون شروع کیا، تواس سے پہلے ماقبل سے اس کا ربط ضرور بیان کیا ہے۔[1]
دروس تفسیر دراصل صوفی عبدالحمید سواتی کے وہ دروس ہیں جو وہ نماز فجر کے بعد دیتے تھے۔ جن سے استفادہ کرنے کے لئے قرب وجوار سے لوگ جوق درجوق شامل ہوتے تھے۔

دروس تفسیر کے تفصیلی مطالعہ اور جائزہ کے بعد جو بات بہت ہی واضح طور پر سامنے آتی ہے، وہ تفسیر کی اہمیت ہے۔ صوفی عبدالحمید خان سواتی جابجا تفسیر کی اہمیت واضح کرتے ہیں اور تمام مسائل کا حل قرآن وحدیث کی روشنی میں بتاتے ہیں۔ وہ تفسیر کی مسلمہ اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تفسیر پر عمل پیرا ہونے میں ہی انسانیت کے لئے رہتی دنیا تک بھلائی اور خیر کی ضمانت ہے۔

صوفی عبدالحمید سواتی معاشرے میں مروج غیر شرعی رسومات اور بدعات کے سخت مخالف تھے۔ اور انہیں رانہ رسمیں قرار دیتے تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ وہ عمل جس کا ذکر قرآن وحدیث میں نہ ہو اور اسے ثواب سمجھ کر کیا جائے وہ بدعت کے زمرے میں آتا ہے۔

وہ مسائل و معاملات میں امام ابو حنیفہ کی رائے کو ترجیح دیتے تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ اور عبید اللہ سندھی کی علمی خدمات اور مقام و مرتبہ سے بہت متاثر تھے۔ آپ دروس تفسیر میں مسلمانوں کی زبوں حالی اور پریشاں حالی کی وجہ قرآن و حدیث سے روگردانی قرار دیتے تھے۔ جگہ جگہ مسلمانوں کے اندر موجود کوتاہیوں اور خرابیوں کا ذکر کرتے ہوئے انسان کے ضمیر کو جھنجھوڑتے اور فرماتے کہ انسان ایثار وہمدردی کے بجائے نفس پرستی اور خود غرضی کو اپنا مقصد حیات بنا چکا ہے اور حصول رزق میں حرام ذرائع کا استعمال عام کر رہا ہے۔ اسی طرح تفسیر کے دروس میں صوفی عبدالحمید سواتی نے جدید دور کے بے شمار مسائل پر بھی بحث کی ہے۔ جس میں آپ نے کفر و شرک کی تمام اقسام کی تردید کی ہے۔ رسومات باطلہ کا تفصیلی تذکرہ اور رد کیا ہے۔ ان دروس میں آپ کا انداز بیان بہت سلیس اور عام فہم ہے۔ جس سے معمولی اردو جاننے والا بھی استفادہ کر سکتا ہے۔ چونکہ یہ عوامی دروس ہیں، اس لئے ان میں لفظی مباحث اور صرف و نحو کے قواعد پر کم توجہ دی گئی ہے۔ جس میں زیادہ تر پند و موعظت اور مثالوں سے حقیقت کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور ساتھ ساتھ امراء اور حکمرانوں کو ملک و قوم کی احسن انداز میں خدمات سرانجام دینے کی تلقین کی گئی ہے۔

حواشی

(1) مفسر قرآن نمبر، عبدالحمید سواتی، ادارۃ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ، اگست تا اکتوبر ۲۰۰۸، ص: ۶۹

1

(2) پٹھانوں اور سواتیوں کی اصلیت کے بارے میں مؤرخین اور محققین کے مختلف نقطہ ہائے نظر ہیں۔ برصغیر میں خلجیوں کے دور حکومت میں احمد نگر کے رہنے والے ایک مؤرخ محمد قاسم فرشتہ نے تاریخ میں ایک مفصل کتاب تاریخ فرشتہ کے نام سے لکھی ہے، ان کی روایت کے مطابق افغانوں (پٹھانوں) کی اصل قبطیوں سے ملتی ہے۔

(3) اَیضاً، ص: 71

(4) کاروان علم، مولانا یاسر الدین، مکتبہ دروس الحدیث، فاروق گنج، گوجرانوالہ، س۔ن، ص: ۲۳۲

(5) مفسر قرآن نمبر، ص: 69

(6) اَیضاً، ص: ۷۰

(7) مفسر قرآن نمبر، ص: 71-72

(8) اَیضاً، ص: 74

(9) الاکابر، عبدالحمید سواتی، ادارہ نشر واشاعت، مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ، جولائی ۲۰۰۷ء، طبع اول، ص: ۳۲۶

(10) مفسر قرآن نمبر، ص: 74

(11) اَیضاً، ص: 45

(12) اَیضاً، ص: 74

(13) مقالات سواتی، عبدالحمید سواتی، ادارہ نشر واشاعت، مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ، ۱۹۹۳ء ص: ۹۸؛ مفسر قرآن نمبر، ص: ۱۴۲

(14) تفسیر ماجدی ، مقدمہ ، عبد الماجد دریا آبادی، پاک کمپنی، اردو بازار، لاہور، س۔ن

(15) تفسیر موضح القرآن، شاہ عبد القادر، تاج کمپنی لمٹیڈ، لاہور، (ترجمہ: سورۃ بنی اسرائیل: ۱/۱۷)

(16) القرآن الحکیم مع ترجمہ شاہ رفیع الدین، ناشران قرآن مجید و تاجران کتب، لاہور (ترجمہ: سورۃ بنی اسرائیل: ۱/۱۷)

(17) القرآن الحکیم مع ترجمہ ، (تحت آیت بنی اسرائیل، ۱:۱۷)

(18) ترجمہ قرآن ، عبدالحمید سواتی، ادارہ نشر واشاعت مدرسۃ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ، ۱۹۵۶ء ، ص: ۳۲۵

(19) تفسیر موضح القرآن، (ترجمہ: سورۃ العصر: ۱۰۳/ ۱-۳)

(20) القرآن الحکیم مع ترجمہ شاہ رفیع الدین ، ص: ۶۸۵

(21) ترجمہ قرآن، عبدالحمید سواتی، ص: ۶۹۷

(22) سورۃ الکہف: ۱۸/۱۰۷-۱۰۸

(23) ترجمہ شاہ عبدالقادرؒ، زیر آیت الکہف: ۱۸/۱۰۷-۱۰۸

(24) ترجمہ قرآن، عبدالحمید سواتی، ص: ۳۵۱

(25) مفسر قرآن نمبر، ص: ۹۸، ۹۹

(26) ماہنامہ نصرت العلوم، ص: ۴۲، ۴۴

(27) عون الخبیر شرح الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، شاہ ولی اللہ الدہلوی، مدرسہ نصرۃ العلوم، فاروق گنج، گوجرانوالہ، **ص:۲۷**

(28) عون الخبیر، ص:۴۵

(29) عون الخبیر، ص:۶۱

( ) Mufassir Qur'an Number, Abdul Hameed Swati, Idarah Nusrat-ul-Uloom Gujranwala, August to October 2008, p. 69

( ) Pathanon aur Swation ki asliyat ke baare mein moarikhin aur muhaqqiqin ke mukhtalif nuqtah-e-nazar hain. Bar-e-Sagheer mein Khiljiyon ke dour-e-hukoomat mein Ahmad Nagar ke rehne wale ek moarikh Muhammad Qasim Firishta ne tareekh mein ek mufassal kitab Tareekh-e-Firishta ke naam se likhi hai. Unki riwayat ke mutabiq Afghanon (Pathanon) ki asl Qibtioon se milti hai.

( ) Aizan, p. 71

( ) Karwan-e-Ilm, Maulana Yasir-ud-Din, Maktabah Duroos-ul-Hadees, Farooq Ganj, Gujranwala, s.n., p. 232

( ) Mufassir Qur'an Number, p. 69

( ) Aizan, p. 70

( ) Mufassir Qur'an Number, pp. 71–72

( ) Aizan, p. 74

( ) Al-Akabir, Abdul Hameed Swati, Idarah Nashr-o-Ashaat, Madrasa Nusrat-ul-Uloom, Gujranwala, July 2007, First Edition, p. 326

( ) Mufassir Qur'an Number, p. 74

( ) Aizan, p. 45

( ) Aizan, p. 74

( ) Maqalat Swati, Abdul Hameed Swati, Idarah Nashr-o-Ashaat, Madrasa Nusrat-ul-Uloom, Gujranwala, 1993, p. 98; Mufassir Qur'an Number, p. 142

( ) Tafseer Majidi, Muqaddimah, Abdul Majid Daryabadi, Pak Company, Urdu Bazar, Lahore, s.n.

( ) Tafseer Mowaddih-ul-Qur'an, Shah Abdul Qadir, Taj Company Ltd., Lahore (Translation: Surah Bani Isra'il 17/1)

( ) Al-Qur'an al-Hakeem ma'a Tarjuma Shah Rafiuddin, Nashiran Qur'an Majeed wa Tajiran-e-Kutub, Lahore (Translation: Surah Bani Isra'il 17/1)

( ) Al-Qur'an al-Hakeem ma'a Tarjuma, (Taht-e-Aayat Bani Isra'il 17:1)

( ) Tarjuma Qur'an, Abdul Hameed Swati, Idarah Nashr-o-Ashaat Madrasa Nusrat-ul-Uloom, Gujranwala, 1956, p. 325

( ) Tafseer Mowaddih-ul-Qur'an, (Translation: Surah al-Asr 103/1–3)

( ) Al-Qur'an al-Hakeem ma'a Tarjuma Shah Rafiuddin, p. 685

( ) Tarjuma Qur'an, Abdul Hameed Swati, p. 697

( ) Surah al-Kahf: 18/107–108

( ) Tarjuma Shah Abdul Qadir (r.a), under Aayat al-Kahf 18/107–108

( ) Tarjuma Qur'an, Abdul Hameed Swati, p. 351

( ) Mufassir Qur'an Number, pp. 98–99

( ) Mahnama Nusrat-ul-Uloom, pp. 42, 44

( ) Aun-ul-Khabeer Sharh al-Fauz al-Kabeer fi Usool al-Tafseer, Shah Waliullah Dehlavi, Madrasa Nusrat-ul-Uloom, Farooq Ganj, Gujranwala, p. 27

( ) Aun-ul-Khabeer, p. 45
( ) Aun-ul-Khabeer, p. 61